اکائی: 3 شعر کی خصوصیات (خصائص الشعر)

اکائی کے اجزاء

3.1 مقصد

3.2 تمہید

3.3 شعر کی فنی خصوصیات

3.3.1 مصوری اور منظر نگاری کی زبان

3.3.2 تلمیحی اور اشاراتی اسلوب و تعبیر

3.3.3 نغمگی اور موسیقیت

3.3.4 صنفی ہم آہنگی اور یکسانیت

3.4 نثر اور نظم کا فرق

3.5 شعر اور شاعری کی خصوصی رعایتیں

3.6 نمونے کے امتحانی سوالات

3.7 فرہنگ

3.8 مطالعہ کے لیے معاون کتابیں

3.1 مقصد

اس اکائی کے مطالعہ سے طالب علم کے اندر یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی کہ وہ شعر اور غیر شعر میں فرق کر سکے۔ اسے یہ معلومات بہم پہنچے گی کہ وہ اوصاف وخصوصیات کون سی ہیں جن کے سبب شعر غیر شعر سے اور نظم نثر سے الگ اور ممتاز نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ اسے شاعری کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوگا۔

3.2 تمہید

شعر نہ محض تک بندی کا نام ہے نہ خالص خوش الحانی اور گلوکاری کو شاعری کہتے ہیں بلکہ شاعری ایک فن ہے اور اس کے اپنے آداب وضوابط اور اصول وقواعد ہیں۔ اسی طرح فنی شعر کے اپنے کچھ امتیازات اور اوصاف ہوتے ہیں جو اسے دوسرے کلام سے ممیّز وممتاز کرتے ہیں۔ ان اوصاف و امتیازات کو جانے بغیر شعر اور شاعری کی صحیح معرفت ممکن نہیں ہے۔ اس لیے ذیل کے صفحات میں انھیں بالترتیب اور قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے تاکہ شعر اور شاعری کے مابہ الامتیاز کو سمجھا جا سکے۔

3.3 شعر کی فنی خصوصیات

یوں تو وہ منظوم کلام جس میں وزن و بحر اور قافیہ موجود ہو شعر کہا جائے گا تاہم اس کی ترکیب وساخت، زبان و بیان اور اسلوب وتعبیر کے وہ فنی امتیازات جو اسے ایک معیاری شعر بناتے ہیں اور غیر شعر سے ممتاز کرتے ہیں درج ذیل ہیں۔

1- مصوری اور منظر نگاری کی زبان 2- تلمیحی اور اشاراتی اسلوب وتعبیر 3- نغمگی اور موسیقیت 4- صنفی ہم آہنگی اور یکسانیت

3.3.1- مصوری اور منظر نگاری کی زبان:

کسی بھی فنی اسلوب کو بالعموم اور شعر وشاعری کو بالخصوص استدلالی اور تقریری زبان و بیان اور انداز واسلوب سے پاک اور محفوظ ہونا چاہیے۔ اس کے برخلاف شعر وشاعری کو تصویری زبان و بیان کا حامل ہونا چاہیے یعنی کسی مخصوص فکر وخیال یا حالت وکیفیت کا سپاٹ بیان اور تذکرہ شاعری نہیں ہے بلکہ شاعری یہ ہے کہ اس فکر وخیال یا حالت وکیفیت کو اس طرح مجسم بنا کر پیش کر دیا جائے کہ وہ ہمیں چلتی پھرتی شکل میں محسوس ہونے اور نظر آنے لگے۔ اس منزل تک رسائی کے لیے مشاہدہ، تمثیل اور تخیل کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ سپاٹ تذکرے اور مجرد تقریر واستدلال کی۔ مثلاً اگر کوئی شخص سپاٹ انداز میں یہ بیان کرے کہ:

> ''میں اپنے محبوب کے گھر گیا تو دیکھا کہ وہ ویران پڑا ہوا ہے، میں وہاں رک گیا اور بے قابو ہو گیا، غم و اندوہ کی شدید کیفیت نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا۔''

تو اس طرح کی عبارت اور بیانیہ کو شاعری تو کجا ادبی شہ پارہ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے بلکہ یہ محض عام سی بات اور معمولی سی خبر ہوگی جس کا کوئی اثر قاری اور سامع پر بالکل نہیں ہوگا۔ لیکن اسی طرح کے ایک مضمون کو شاعر اپنے مشاہدہ، تخیل اور تمثیل کی مدد سے کہاں تک پہنچا دیتا ہے اور کیسے وہ مصوری کی زبان استعمال کر کے اسے شعری قالب عطا کرتا ہے اور شاعری بنا دیتا ہے، یہ جاننے کے لیے ڈاکٹر ابراہیم ناجی کے قصیدہ ''العودة'' کے درج ذیل اشعار ملاحظہ ہوں۔

هذه الكعبةُ كنّا طائفيهَا والمصلينَ صباحاً و مساء
كم سجدنا و عبدنا الحسنَ فيها كيف باللّٰه رجعنا غرباء
رفرف القلب بجنبي كالذبيح وأنا أهتف ياقلبُ اتّئد
فيجيب الدمع والماضي الجريح لِمَ عُدنا ليت أنّا لم نعد
لِمَ عُدنا؟ أَوَلَمْ نَطْوِالغرام وفرغنا من حنين وألم
ورضينا بسكون وسلام وانتهينا لفراغ كا لعدم
موطن الحسن ثوى فيه السّأم وَسَرَتْ أنفاسه في جَوِّهِ
وأناخ الليلُ فيه وجثم وجرت أشباحه في بهوهٖ
والبلى أبصرته رأي العيان ويداه تنسجان العنكبوت
صِحتُ: ياويحكَ!! تبدوفي مكان كُلّ شيئی فيه حيّی لَا يموت!!
كل شئ من سُرورٍ وحزن والليالي من بهيج وشجی
وأنا أسمع أقدام الزمن وخُطی الوحدة فوق الدرج

ترجمہ: (1) یہی وہ کعبہ ہے جس کا ہم طواف کیا کرتے تھے اور صبح وشام جس کی بندگی بجالاتے تھے۔

(2) اس کے حسن کو معبود بنا کر ہم نے کتنے سجدے کیے تھے، پھر بہ خدا ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کیسے اجنبی ہوگئے اور کیسے یہاں سے دور چلے گئے۔

(3) دل میرے پہلو میں مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا اور میں بے بس دل کو دلاسا دینے لگا۔

(4) آنسوؤں نے اور زخم خوردہ ماضی نے یہ کہنا شروع کیا کہ ہم لوٹ کر آئے ہی کیوں؟ اے کاش ہم پلٹ کر نہ آتے۔

(5) ہم واپس کیوں آئے؟ کیوں نہ ہم نے عاشقی کی بساط ہی لپیٹ دی اور ہر طرح کے شوق واشتیاق اور درد وکسک سے خود کو آزاد کرلیا۔

(6) پھر ہم سکون واطمینان کے ساتھ ہنسی خوشی رہتے اور ہر طرح کی رنجیدگی اور کبیدگی سے ایسے آزاد ہوجاتے گویا وہ تھی ہی نہیں۔

(7) حسن ودل ربائی کی اس جگہ پر آج اداسی اور بے گانگی نے ڈیرے ڈال دیے ہیں اور اس کے گرد وپیش میں بے زاری کے جھکڑ چل رہے ہیں۔

(8) شبِ دیجور نے وہاں پڑاؤ کرلیا ہے اور اس کی ڈراونی شکلوں نے اس کی خوب صورتی کو تاراج کردیا ہے۔

(9) ویرانی وبوسیدگی اور خانہ خرابی کھلی آنکھوں سے دکھ رہی ہے اور ویرانی کے دونوں ہاتھ در ودیوار پر مکڑی کے جالے بُن رہے ہیں۔

(10) میں چیخ اٹھا: ہائے بربادی! تیرا برا ہو! تو اس جگہ پر ظاہر وباہر ہوگئی ہے، جہاں ہر چیز میں ایک ایسی زندہ ہستی ہے جس کو موت نہیں آئے گی۔

(11) ہر ایک چیز شادی وغم سے عبارت ہے اور راتیں لطف ولذت اور دکھ ودرد کی تصویریں ہیں۔

(12) میرے کانوں میں زمانے کی ایک ایک آہٹ اور عہد گزشتہ کے ایک ایک واقعات سنائی دے رہے ہیں اور ایسا لگ رہا ہے کہ سیڑھیوں پر پڑنے والے سناٹے اور تنہائی کے قدم میرے کانوں میں پڑ رہے ہوں۔

اوپر قصیدہ ''العودۃ'' کے جو اشعار آپ نے پڑھے، ان میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہمیں مطلق یہ اطلاع نہیں دی گئی کہ کسی بے آباد اور ویران گھر کے سامنے ایک شاعر کھڑا ہوا ہے اور بیتے ہوئے دنوں کی کسک کو سمیٹ رہا ہے کیوں کہ اصل مقصود اس طرح کی اطلاع ہرگز نہیں ہے بلکہ ان اشعار میں ایسا لگا کہ ہم گویا شاعر کے اندرون میں اٹھنے والی نفسیاتی کیفیات، اس کے جذبات واحساسات اور تعلقات کو چلتا پھرتا متحرک اور زندہ دیکھ رہے ہوں۔

ان اشعار میں استعمال ہونے والے الفاظ کے اندر جس طرح کی صورت گری اور منظر کشی ہے، ان کی بہ دولت قاری یا سامع عشق ومحبت کے

جذبات سے خود کو بندھا ہوا محسوس کرتا ہے کہ کس طرح ایک سچا عاشق غم واندوہ کی پاکیزہ فضا کے اندر جذبات کو بلندی و پاکیزگی عطا کرتا ہے اور ان پر فخر کرتا ہے۔ ان اشعار میں بعض الفاظ ایسے بھی استعمال ہوئے ہیں جنھیں غیر شاعرانہ الفاظ کہا جا سکتا ہے جیسے "أناخ" اور "عنکبوت"، لیکن شاعر کے پر کیف انداز نے قاری یا سامع کو یہ مہلت ہی نہیں دی کہ وہ ان الفاظ کو اوٹ پٹا محسوس کرے کیوں کہ شاعر نے دونوں ہی الفاظ کو جذبات سے بھرے ہوئے ایسے ماحول میں استعمال کیا ہے کہ یہ غیر شعری الفاظ بھی خود بہ خود جذباتی اور نغمہ سنج ہو گئے اور پوری کیفیت کے اندر رچ بس گئے۔

مصوری کی یہ زبان اور منظر نگاری کا یہ انداز گاہے بیانیہ ہوتا ہے اور اس میں تشبیہ واستعارہ یا کنایہ سے مدد لی جاتی ہے اور گاہے ایسی فنی مصوری اور منظر نگاری ہوتی ہے کہ شاعر الفاظ کے ذریعہ ایک زندہ نقشہ کھینچ کر رکھ دیتا ہے جیسا کہ اوپر کے اشعار میں ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ واضح رہے کہ فنی مصوری ،تصویر کشی اور منظر نگاری کے اندر بھی بہت سی بیانیہ شکلیں موجود ہوتی ہیں۔

مصوری کی یہ زبان ہمیں عربی شاعری میں بہ کثرت دیکھنے کو ملتی ہے چناں چہ امرؤالقیس کے معلقے کے ان اشعار میں بھی یہ تصویری زبان دیکھی جا سکتی ہیں۔

قفا نبك من ذكرى حبيب و منزل	بسقط اللوى بين الدخول فحومل
فتوضح فالمقراة لم يعف رسمها	لما نسجتها من جنوب و شمأل
كأنّي غداة البين يوم تحمّلوا	لدى سمرات الحيّ ناقف حنظل
وقوفا بهاصحبي عليّ مطيهم	يقولون لاتهلك أسى وتجمّل
وإن شفائي عبرة مهراقة	فهل عند رسمدارس من معول

3.3.2 تلمیحی اور اشاراتی اسلوب وتعبیر

شعر کی دوسری فنی خصوصیت تلمیحی اور اشاراتی اسلوب وتعبیر ہے۔ لہٰذا شاعر کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ عام، معمولی اور بازاری الفاظ وتعبیرات کا استعمال کرے نہ سائنسی وعلمی اصطلاحات والفاظ کا، نہ منطقی وفلسفیانہ اسلوب وانداز اختیار کرے اور نہ ہی اس قسم کے مضامین ومسائل کو جگہ دے، کیوں کہ اس سے عبارت وتعبیر میں خشکی در آتی ہے، مفہوم میں کوئی کشش باقی نہیں رہتی اور ترکیب کا صوتی آہنگ بھی فوت ہو جاتا ہے۔ اس تلمیحی واشاراتی زبان و بیان کو اختیار کرنے کے لیے شاعر کو ایسے بھرپور الفاظ کا استعمال کرنا چاہیے جن کی صوتی بندش، ذاتی مفہوم اور سیاق وسباق سے ابھرنے والے مفہوم کی مدد سے وہ قاری یا سامع کے اندر قوتِ تخیل کو بیدار کر سکے تا کہ ان کا خیال بھی ان صوتی اور معنوی کیفیات سے بہرہ ور ہو کر ایک نفسیاتی کیفیت اور شعوری طاقت سے ہم کنار ہو سکے۔ مثال کے طور پر اوپر قصیدہ "العودة" کے اشعار میں لفظ کعبہ کا استعمال محبوب کے گھر کے لیے ہوا ہے اس لفظ کے جلو میں پاکیزگی، روحانیت اور طہارت کی جو کیفیت ہے اور طواف وسجود کے الفاظ کی جو تعبیر ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جذبات کے آگے شاعر کس طرح بے قابو ہے۔ اس طرح کے الفاظ میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ حرفی اور لفظی مدلول کو اشارے اور تلمیح سے بھر دیں۔

3.3.3 نغمگی اور موسیقیت

اس سے مراد موزونیت اور سروں کی ہم آہنگی ہے۔ گاہے ان دونوں کے ساتھ قافیہ کو بھی جوڑ دیتے ہیں۔ شعر کی یہ خصوصیت نہایت اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ موسیقیت اور نغمگی کے ذریعہ ہی شعر کے اندر سب سے زیادہ جذباتی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور جذبات کو برانگیختہ کرنے کی اس میں قوت وتاثیر رونما ہوتی ہے۔ موسیقیت ہی بھرپور ہم آہنگی کا وسیلہ ہے چناں چہ غیر موزون کلام کے مقابلے میں موزوں کلام کے الفاظ وحروف کے اندر تصویری

زبان و بیان اور تلمیحی اسلوب وتعبیر کا پیکر بننے کی صلاحیت زیادہ اور بہ درجہ اتم ہوتی ہے۔

شعر کی تفعیلات کے اندر ایک مخصوص نظام کے تحت جو یکساں اور مسلسل صوتی آہنگ پایا جاتا ہے اور ایک متعین ترتیب کے ساتھ آوازیں جس طرح بڑھتی اور گھٹتی ہیں اور جس طرح کا زیروبم اور نشیب وفراز ان میں برقرار رہتا ہے، یہ سب دراصل جذبات کو بیدار کرنے اور قاری وسامع کو متاثر کرنے کا ذریعہ ہے۔

عربی زبان کی شاعری میں سولہ بحریں پائی جاتی ہیں جو دراصل اسی موسیقیت کو برپا کرنے کے لیے وضع کی گئی ہیں۔ خود ایک نظم یا قصیدے میں اول سے آخر تک ایک ہی قافیے کی جو پابندی برتی جاتی ہے وہ بھی حقیقت میں جذبات وشعور کو بیدار کرنے کی ہی غرض سے برتی جاتی ہے حالاں کہ بارہا اس پابندی کے سبب ناپسندیدہ الفاظ کو قصیدے میں جگہ دینی پڑتی ہے اور کبھی وہ لفظ معروف معنوں سے ہٹا ہوا بھی ہوتا ہے لیکن بایں ہمہ اس لیے یہ پابندی برتی جاتی ہے کہ نغمگی اور موسیقیت کا صوتی آہنگ و دروبست کا سلسلہ باقی رہے اور اس کی اثر انگیزی کہیں مدھم نہ پڑنے پائے۔

3.3.4 صنفی ہم آہنگی اور یکسانیت

شعر اور شاعری کی چوتھی فنی خصوصیت یہ ہے کہ پوری نظم یا پورا قصیدہ کسی ایک غرض کو پیش نظر رکھ کر موزوں کیا گیا ہو۔ مثلاً اگر قصیدہ غزلیہ ہو تو اس کا ہر شعر غزل نامہ ہو اور غزل کے جملہ لوازم وہاں موجود ہوں۔ اگر مرثیہ ہو تو پھر پورے قصیدے کا رنگ رثائی ہونا چاہیے۔ اگر فخریہ قصیدہ ہو یا وطن کا گیت ہو تو اس میں از اول تا آخر وہ کیفیت جلوہ نما ہونی چاہیے۔

ایک ہی غرض کی پورے قصیدے یا نظم کے اندر جلوہ نمائی اس لیے ضروری ہے کیوں کہ اگر ایک ہی قصیدے میں شاعر کے پیش نظر مختلف شعری اغراض ہوتی ہیں جیسا کہ بعض قدیم عربی قصائد میں دیکھنے کو ملتا ہے تو پورے کا پورا قصیدہ خبط ہو کے رہ جاتا ہے اور اس کی تاثیر میں بہت واضح اور نمایاں کمی پیدا ہو جاتی ہے۔

بعض ناقدین مذکورہ شعری خصوصیات کو اور محدود کرتے ہوئے محض لغوی تعبیر، سروں کی موزونیت وموسیقیت اور مخصوص شعری حالت وکیفیت کو ہی باور کرتے ہیں چناں چہ وہ کہتے ہیں کہ شعر کی زبان الگ ہوتی ہے اور نثر کی زبان الگ گرچہ الفاظ ومعانی میں تفاوت نہیں ہوتا۔

بہر حال مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ شعر کی خصوصیات اور امتیازات میں بہ یک وقت شعری مضمون ومشتملات کے ساتھ زبان و بیان، اسلوب و تعبیر، وجدان وخیال، نظم وموزونیت اور آہنگ وموسیقیت کا ہونا شامل ہیں۔ یہ تمام چیزیں مل کر شعر کو غیر شعر سے ممتاز وممیز کرتی ہیں۔

3.4 نثر اور نظم کا فرق

دونوں کے اندر درج ذیل اہم اور بنیادی فرق پائے جاتے ہیں:

1- نثر وزن وقافیہ سے آزاد ہوتی ہے جب کہ نظم میں وزن وقافیہ کا ہونا بنیادی شرط ہے۔

2- ہر طرح کے مضامین اور موضوعات شعری قالب میں نہیں سما سکتے اور نہ وہ شعری خیالات کے دائرے میں آ سکتے ہیں، اس لیے نثر کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

3- موزوں اور منظوم کلام بہ آسانی یادداشت کا حصہ بن جاتا ہے اور کانوں کو بھی خوش گوار لگتا ہے۔ چناں چہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ عربوں کی زبان سے نکلے ہوئے نثری ادب پارے ان کے شعری سرمایے سے کہیں زیادہ تھے تاہم عربی نثر کا موجود حصہ شاید کُل کا دسواں حصہ بھی نہ ہو جب کہ شعری

ذخیرے کا شاید ہی دسواں حصہ دست بردِ زمانہ کی نذر رہا ہو۔ خود جاحظ نے اپنی کتاب ''البیان والتبیین'' میں عبدالصمد الرقاشی کے حوالے سے یہ اعتراف سپردِ قلم کیا ہے۔

نظم کی یہی وہ خوبی ہے جس کی بہ دولت نحو وصرف اور دیگر علوم وفنون کے بہت سے قواعد کو لمبی لمبی نظموں کی شکل میں بھی پیش کیا گیا ہے تا کہ بہ آسانی وہ حافظے کا حصہ بن سکیں اور طلبہ کو یاد ہو جائیں۔

4- نظم اور شاعری کی ایک بہت اہم خصوصیت یہ ہے کہ اسے گنگنایا جاسکتا ہے، ترنم سے پڑھا جاسکتا ہے اور لحن وموسیقی سے آراستہ کر کے اسے پیش کیا جاتا ہے جب کہ نثر کے ساتھ ایسا اہتمام والتزام ممکن نہیں ہے لہٰذا دنیا کے ہر خطے میں، تمام قوموں میں اور جملہ زبانوں میں اگر کوئی چیز مترنم آوازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہے تو وہ صرف اور صرف شعر ہے نہ کہ نثر۔

5- شاعری کا اسلوب نہایت عمدہ اور خوب صورت ہوتا ہے جس کی بہ دولت عقل وبصیرت کے سامنے نورِ حکمت کی جلوہ نمائی ہوتی ہے۔

6- شاعری میں شاعر کو یہ اختیار حاصل رہتا ہے کہ وہ زبان وبیان کے بہت سے اصول وضوابط سے صرفِ نظر کر کے اپنی ترکیب کو درست اور بندش کو صحیح کرے جب کہ کسی قلم کار کو، نثر نویسی میں اس طرح کی آزادی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ مثلاً: قافیہ کو درست رکھنے کی غرض سے اُمر کے آخری حرف کو کسرہ دے دینا، مضارع مجزوم کے آخر کو مکسور پڑھنا اور کبھی اسی غرض سے متحرک کو ساکن کر دینا یا تنوین کو حذف کر دینا۔ چناں چہ ذیل کے اشعار میں یہ شعری جواز اور شاعرانہ اختیارات ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں:

فالشمس ذات حاجبٍ محجوبِ   قد غربت من غير ما غروبِ

لي فيك أجرُ مجاهدٍ   إن صحّ أنّ الليل كافرُ

ولقد شفى نفسي وأبرأَ سقمها   قول الفوارسِ ويكَ عنتر أقدم

بناه بأُسٌ وجودٌ صادقٌ ومتى   تُبنَ العلى من سوى هذين تنهدمِ

7- ابوالعلاء المعری اور اصمعی کا خیال ہے کہ شعر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ خلافِ حق، برسرِ غلط اور باطل مضمون کو بیان کرنے میں اور انھیں شعری پیکر عطا کرنے میں زیادہ موثر اور کام یاب ثابت ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ سچ اور حق پر مشتمل موضوعات ومضامین والے اشعار مفقود ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ خیر وخوبی کے موضوعات پر گرچہ اشعار کی کمی نہیں ہے تاہم اس قسم کے اشعار عمدہ شاعری کا نمونہ قرار نہیں دیے جاسکے۔ چناں چہ امام فخر الدین رازی کا کہنا ہے کہ: ''حضرت حسان بن ثابتؓ کے جاہلی دور کے اشعار ان کے اسلامی دور کے اشعار سے زیادہ معیاری، عمدہ اور بلند تر ہیں۔'' شاید اسی لیے یہ محاورہ زبان زدِ خاص وعام ہے کہ:

'أحسن الشعر أكذبه'

8- شعر وشاعری جذبات واحساسات اور اندرونی قلبی کیفیات سے متعلق ہوتی ہے جب کہ نثر کا تعلق افکار وخیالات اور ذہنی وفکری افتاد سے ہوا کرتا ہے۔

3.5 شعر اور شاعری کی خصوصی رعایتیں

شعر وشاعری بعض قواعد وضوابط کو نظر انداز کرنے کی شاعر کو جو اجازت حاصل ہے، ان کی کل شکلیں پندرہ ہیں:

1- اسم ممدود کو مقصور استعمال کرنا مثلاً:

الناحر الكوم لا ينفكّ يطعمها   والواهب المئة الحمرا براعيها

2- کسی اسم مقصور کو شعر میں ممدود استعمال کرنا مثلاً:

عداني إن أزورك يا مناءِي معاشر كلهم باغٍ حسود

3- غیر منصرف کو منصرف استعمال کرنا مثلاً:

فكأنّه في الحسنِ صورة يوسفٍ وكأنني في الحزن قلب أبيه

4- منصرف قسم کے علم کو غیر منصرف استعمال کرنا مثلاً:

أبلغ مهلهلَ من بكرٍ مُغلغلةً منّتكَ نفسك من غيّ أما نيها

5- کلمہ کے آخری حرف کا حرف علت (واؤ/ یاء) ہونے کی صورت میں بھی ضمّہ یا کسرہ کا اس پر ظاہر کردینا۔ مثلاً:

إذا قلتُ علَّ القلب يسلوُ قيّضت هواجس لا تنفك تغريه بالوجدِ

تراهُ وقدفات الرماةُ كأنهُ امام كلاب مصغيُ الخدّ اعلُم

لَا بارك اللّه في الغوانيِ هل يصبحن إلّا لهنّ مطّلبُ

6- فعل مجزوم کے آخر میں آنے والے حرف علت کو باقی رکھنا جیسے:

وتضحك مني شيخة عبشمية كأن لم ترى قبلي أسيرايمانيا

ألم يأتيك والأنباء تنمي بما لاقت لبون بني زياد

7- فكِّ إدغام کرنا مثلاً:

مهلاً أعاذلَ قد جربتِ من خلُقي أني أجود لأقوام وإن ضَننُوا

8- اثنائے کلام میں ہمزۂ وصل کو ہمزۂ قطع استعمال کرنا مثلاً:

مناقب في الجلّاح كانت قديمة فسارعليه إبنُه يتتبع

9- ہمزۂ قطع کو ہمزہ وصل استعمال کرنا جیسے:

ومن يصنع المعروف مع غيرأهله يُجازى كما جوزي مجيرُ امّ عامرِ

10- کسی مخفّف کلمے کو مشدد استعمال کرنا جیسے:

أهان دمَّكَ فرغا بعد عزَّته يا عمرو بغيكَ أحراراً على الحسدِ

11- مشدد کلمے کو مخفف استعمال کرنا جیسے:

حتى إذا مالم أجد غيرالشر دعوتُ قومي و دعوت معشري

یہ صورت حال بالعموم مقید قوافی کے اندر پیش آتی ہے مثلاً:

لي بستان أنيق زاهر غدق تربته ليست تجفُ

12- متحرک کو ساکن استعمال کرنا جیسے:

فاليوم اشرب غير مستحقب اثما من اللّه ولا واغل

وحُملتُ زفرات الضحى فأطقتها ومالي بزفرات العشي يدانِ

13- مؤنث کو مذکر اور مذکر کو مؤنث استعمال کرنا مثلاً: "تجد حطباً جزلاً وناراً تأجحا"

یامثلاً یہ شعر:

يا أيها الراكب المزجي مطيّته　　　سائل بني أسدٍ ماهذه الصوتُ

3.6 نمونے کے امتحانی سوالات

-1 نظم اور نثر کے کچھ بنیادی فرق بتائیے۔

-2 شعر کی فنی خصوصیات کون کون سی ہیں؟ تفصیل سے لکھیے۔

-3 شعری جوازات اور شاعری کے مباحات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

-4 قصیدہ ''العودۃ'' کس کا ہے؟ اور کس حوالے سے اس کا ذکر کیا گیا ہے؟

-5 أمر کے آخری حرف کو سکون کے بجائے کسرہ دے دینے کی مثال لکھیے۔

3.7 فرہنگ

لفظ	معنی
مابہ الامتیاز	وجہِ امتیاز، وہ بنیاد جس کے ذریعہ فرق کا پتا چلے
تفعیلات	عروض کی اصطلاح میں اشعار کے اوزان، انھیں أفاعیل اور تفاعیل بھی کہتے ہیں۔
شب دیجور	سخت تاریک رات
أَنَاخَ	اونٹ کو بٹھانا
عنکبوت	مکڑی

3.8 مطالعہ کے لیے معاون کتابیں

-1 کتاب مطالعه الأضواء في مناهج الكتّاب والشّعراء

: للشيخ سعيد الخوري الشرتوني اللبناني

-2 فنون الأدب　　:الدکتور محمد حسن عبداللہ

-3 الفن و مذاهبه في الشعرالعربي :الدکتور شوقي ضيف